مدیر اخبار "وفاء العرب" سے گفتگو

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مدیر اخبار "وفاء العرب" (دمشق) سے گفتگو

دمشق کے ایک مشہور ادیب محمود خیرالدین مدیر جریدہ "وفاء العرب" ہندوستان آئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ملاقات اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قادیان بھی تشریف لائے اور تین دن ٹھہرے۔ ہندوستان سے واپس جاکر انہوں نے اپنے اخبار "وفاء العرب" مؤرخہ ۲۹۔ ذی الحج ۱۳۴۹ھ میں ایک مفصّل مضمون لکھا جس کا ترجمہ الفضل مؤرخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع ہؤا۔ مدیر سے حضور کی گفتگو سوال اور جواب کی صورت میں درج ذیل ہے۔

سوال: ہندوستان کی سیاسی شورش کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ اور کیا حکومتِ برطانیہ اس تگ و دو کے بعد آپ کے تمام حقوق دے دے گی؟

جواب: یقیناً ایسے حقوق جو طرفین کے لئے مناسب ہوں حکومت کو دینے پڑیں گے۔ حکومت کی یہ زبردست خواہش ہے کہ آپس کی غلط فہمی و عدم اعتمادی کا ازالہ کیا جائے۔ چنانچہ راہنمایانِ ملک کی ایک مجلس اس امر کے لئے منعقد کی گئی ہے تا کہ ہندوستانی معاملات اور ملکی مفاد کے متعلق بحث و تمحیص اور پھر تصفیہ کریں جس کا نتیجہ یقیناً مفید ہی ہو گا۔

سوال: ہم اکثر ہندو مسلم تنازعات و مناقشات کے متعلق سنتے رہتے ہیں اس باہمی اختلافات کے کیا اسباب ہیں؟

جواب: ہندو مسلم معاملہ اس معاملہ سے زیادہ خطرناک ہے جو عہدِ فرعون میں اقباط[1] اور بنی اسرائیل کے درمیان تھا۔

جب ہم عربی اخبارات میں یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے ہیں تو ہمیں حیرانی ہوتی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ ہماری مشکلات و مصائب سے واقف نہیں۔ ورنہ وہ یقیناً ہمارے ساتھ ان حالات میں اظہارِ ہمدردی اور تعاون کرتے۔ دیکھئے تو ہندوستان

میں ہندوؤں کی اس وقت اکثریت ہے جس کی وجہ سے حکومت کی باگ ڈور ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ انگریزوں کی مدد سے انہیں بڑے بڑے عہدے ملے جن سے انہوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ انگریزوں کو بھی یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں مسلمان طاقت پکڑ کر دیگر ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ ایک عام ملی اتحاد پیدا نہ کرلیں جو مغرب کا مقابلہ کرے اس لئے وہ بھی ایسے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جس سے مسلمانوں کا شیرازہ کمزور ہوتا چلا جائے۔ ہم تو اپنے ہندو بھائیوں سے اتفاق کی پوری پوری خواہش رکھتے ہیں لیکن ایک طرف ان کی بے جا طمع اور حرص اور دوسری طرف حکومت کی سیاست دونوں اس اتحاد میں حائل ہیں۔ اور اب حالت یہ ہے کہ حکومت روز بروز ہندوؤں کی طاقت کو ہمارے خلاف بڑھا رہی ہے اور اس میں ہماری حالت ویسی ہی ہے جیسے عربوں اور فلسطین کے یہودیوں کے درمیان فتنے کی آگ بھڑکائی جارہی ہے۔

سوال: مشترکہ خدمتِ وطن کے لئے کیا اس وقت اتحاد ممکن نہیں؟

جواب: اُس وقت تک جب تک کہ ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہے بظاہر یہ خیال موہوم نظر آتا ہے۔ بالفرض اتحاد ہو بھی جائے تو بھی ہندوؤں کی ہمارے لئے تباہ کُن اکثریت انہیں ہی قوت و طاقت کا وارث بنائے گی اور پھر مسلمانوں کی صدائے استحقاق و احتجاج ان کے لئے چنداں مفید نہ ہوگی کیونکہ ملک کی تمام تجارت، صنعت و حرفت پر ہندو ہی قابض ہیں۔ مثلاً ہندوستان کی آبادی ۳۵ کروڑ ہے جس میں ۱/۴ مسلمان ہیں مگر آج مسلمانوں کی اقتصادی حالت یہ ہے کہ ہندوؤں کا مسلمان تاجروں پر جو قرض ہے اس کا سُود اڑھائی کروڑ سالانہ سے بھی زیادہ ہے اور یہ سُود ایسا ہے کہ اگر مسلمان اپنے سارے کے سارے املاک بیچ کر بھی ادا کرنا چاہیں تو بھی ادا نہ کرسکیں۔ اقتصادی حالت بھی ایک بہت بڑا سبب ہے۔ جو نفرت کی خلیج کو روز بروز بڑھا رہی ہے۔ حکومت اس اقتصادی خرابی کے دور کرنے کے لئے کوئی معقول طریق اختیار نہیں کر رہی۔

سوال: حکومت برطانیہ کی مدافعت کے لئے کیا باطنی طور پر ہندو مسلم متحد ہیں؟

جواب: بھلا اتفاق کیسے ہو جبکہ حالت یہ ہے کہ اعلانیہ ہمارا مقاطعہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان بد قسمتی سے کسی ہندو کی چیز کو ہاتھ لگا دے۔ تو اس کے ساتھ نہایت حقارت آمیز سلوک کیا جاتا ہے اور اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی قیمت ادا کرے، حکومت کے قوانین بھی ایسے امور میں ان کے مؤیّد ہیں۔

سوال: اگر حالات اس درجہ تک پہنچے ہوئے ہیں تو پھر آپ اس کے دفعیہ کے لئے منظم مقابلہ کیوں نہیں فرماتے؟

جواب: ہم نے اپنی جماعت کی تنظیم اس بارے میں بھی مکمل کر لی ہے اور ہر فرد جماعت احمدیہ کو ہدایت ہے کہ وہ اپنی ضروریات مسلمانوں سے خریدا کرے اور وہ اس پر عمل پیرا ہیں۔ ایسا ہی کھانے پینے کے معاملہ کے متعلق بھی اصولی ہدایت ان کو یہ دی گئی ہے کہ ان کے ساتھ جو شخص جیسا برتاؤ کرے ویسا ہی وہ بھی کریں اور یہی عین انصاف ہے۔ اس وجہ سے ہندو خصوصاً احمدیوں کے خون کے پیاسے ہوئے ہیں لیکن ان کی اکثریت ہمارے لئے ہرگز درخورِ اعتناء نہیں۔

سوال: ہندوؤں کے مذہبی اعتقادات کیا ہیں؟

جواب: ہندوؤں کے لاتعداد فرقے ہیں جن میں سے اکثر بُت پرست ہیں۔ بعض گائے کو بھی قابلِ پرستش تصور کرتے ہیں۔ اور ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ہر جاندار چیز کا کھانا حرام اور ممنوع خیال کرتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ سبزی وغیرہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں ہندو بالاتفاق تناسخ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

سوال: ہم آپ کے سلسلہ مؤقرہ کے متعلق اکثر سنا کرتے ہیں۔ لیکن متعدد امور کے متعلق ہمیں کچھ علم نہیں۔ کیا آپ مجھے ایسے حقائق سے مطلع فرمائیں گے جو میں اہلِ وطن کو ہدیہ پیش کر سکوں۔

جواب: ہماری جماعت شریعتِ حقّہ قرآن اور احادیث نبویہ پر سختی سے عامل ہے اور ان سے سرِمُو منحرف نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور پر دلائلِ قاطعہ ہیں۔ آپ ہمارے سامنے ظاہر ہوئے اور حقیقی دین اسلام کی اشاعت فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اکثر بلاد عربیہ وغربیہ میں سے عقلمند لوگ وعلماء ہمارے مبلغین کے ذریعہ اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہمارا مقصد یہی ہے کہ اعدائے اسلام کے شرانگیز پروپیگنڈا کی مدافعت کریں۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت پر تُلے ہوئے ہیں اور تمام جہان کو دینِ واحد پر جمع کریں۔ ہمارا اور تمام ملّتِ اسلامیہ کا فرض ہے کہ تمام مخالفینِ اسلام کا مقابلہ کریں۔

سوال: جماعت احمدیہ کی تعداد کتنی ہوگی؟

جواب: صحیح اعداد و شمار تو میں بتا نہیں سکتا لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ قریباً سات لاکھ سے زیادہ ہے اور اس وقت بھی تیز رفتاری کیساتھ ترقی پذیر ہے۔ اور اکثر افراد جماعت احمدیہ اپنی زندگیاں تبلیغ و تبشیر کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ ہمیں خدا کے فضل سے امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ بلادِ عربیہ وغیرہ میں جماعت احمدیہ کی کثیر تعداد پیدا کر سکیں۔

سوال: آپ کا بلادِ شام کے دیکھنے کا بھی کوئی ارادہ ہے؟

جواب: کثرتِ اشغال اور دیگر امور اس میں مانع ہیں۔ اگرچہ شامیوں کے حسن اخلاق کا مجھ پر گہرا اثر ہے۔

(الفضل ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۶۔۷)

---

[۱] اقباط: القبط۔ مصر میں عیسائیوں کا ایک فرقہ۔